



سوال

(51) توحید اور اس کی اقسام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

توحید اور اس کی اقسام

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

توحید اور اس کی اقسام

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام علی عبدہ ورسولہ وعلیہ وآلہ وسلم وحیہ وصفوتہ من خلقہ نبینا وامانا وسیدنا محمد بن عبد اللہ وعلی آلہ واصحابہ ومن سلک سبیلہ
وابتدی ہدایہ الی یوم الدین۔ اما بعد:

میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے دینی بھائیوں اور عزیز بھائیوں کے ساتھ اس ملاقات کا موقع عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ کے حضور دست دعا کرتا ہوں کہ وہ اس ملاقات کو بابرکت بنا دے، ہمارے دلوں اور عملوں کی اصلاح فرمادے، ہمیں دین کی سمجھ بوجھ اور اس پر ثبات قدمی عطا فرمائے، دنیا بھر میں بسنے والے تمام مسلمانوں کی اصلاح فرمادے، اچھے لوگوں کو مسلمانوں کا حکمران بنا دے اور ان کے قائدین کی اصلاح فرمادے اور داعیان ہدایت بکثرت فرمادے۔ انہ جواد کریم۔

میں اس جامعہ، جامعہ ام القریٰ کی انتظامیہ کا "مرکز الصیفی" میں اس پروگرام کے انعقاد کرنے پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن میں مدیر جامعہ برادر گرامی قدر جناب ڈاکٹر راشد بن ریح بطور خاص قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے اس ملاقات کی مجھے دعوت دی، میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کے واسطے سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی اور سعادت کی توفیق عطا فرمائے!

دینی بھائیو! سامعین کرام! ہم نے ابھی ابھی سورۃ حشر کی وہ آیات کریمہ سنی ہیں، جن کی ایک طالب علم نے تلاوت کی ہے، ان آیات کریمہ میں عبرت بھی ہے اور نصیحت بھی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ نَأْفَاقَةً لَعَدِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر ۵۹/۱۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (یعنی فردائے قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ڈرتے



رہو، لے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

اللہ عزوجل کی یہ ساری کتاب مقدس اول سے آکر تک سراپا نصیحت و دعوت خیر ہے، اس میں اسباب نجات و سعادت کی یاد دہانی ہے اور ترغیب و ترہیب کی تلقین بھی، لہذا سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب میں خوب غور و فکر کریں اور امر و نہی کی پہچان کے لئے اس کی کثرت سے تلاوت کریں تاکہ جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، مومن اس کے مطابق عمل کر سکے اور جس بات سے اس نے منع فرمایا ہے، مرد مومن اس سے رک جائے۔

کتاب اللہ سراپا ہدایت و نور اور اس میں ہر خیر و بھلائی کے لئے رہنمائی کا سامان ہے، ہر شر سے بچنے کی تلقین ہے، اس میں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت ہے اور اس میں برے اخلاق و اعمال سے بچنے کی تلقین بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ بِذَٰلِكَ الْقُرْآنِ بَيِّنَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (الاسراء ۱۷۹)

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔“

یعنی قرآن مجید اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ ہدایت والا، سیدھا اور صحیح راستہ ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ لِّتَعْلَمُوا أَنَسَاءَكُمْ (فصلت ۴۱/۴۴)

”آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے۔“

اور فرمایا:

كِتَابًا نُنزِّلُكَ فِيهِ آيَاتٍ مُّبَارَكَةٍ لِّتَذَكَّرَ بِهَا أُولُو الْأَلْبَابِ (ص ۲۹/۳۸)

”(یہ) بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔“

مزید ارشاد فرمایا:

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا بِذَٰلِكَ الْقُرْآنِ لِتُذَكَّرَ بِهِ وَمَنْ يَلْغُ (الانعام ۶/۱۹)

”اور یہ قرآن مجید مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تم کو اور جس جس شخص تک یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔“

کتاب اللہ سراپا ہدایت و نور اور مجسم عبرت و نصیحت ہے لہذا میں اپنے آپ کو اور ان کو بھی جو میری بات سن رہے ہیں یا جن تک میری یہ بات پہنچے، یہ وصیت کرتا ہوں کہ اس کتاب عظیم کے ساتھ خصوصی تعلق قائم کرو، یہ کائنات کی سب سے اشرف و اعظم کتاب ہے، یہ آسمان سے نازل ہونے والی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے، جو شخص طلب ہدایت اور معرفت حق کے لئے اس کتاب میں غور و فکر کرے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کی توفیق عطا کرتا اور ہدایت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔

یہ کتاب عظیم جس اہم ترین موضوع پر مشتمل ہے، وہ اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کاپلپنے بندوں پر کیا حق ہے، اور بندوں کاپلپنے اللہ پر کیا حق ہے، یہ قرآن مجید کا سب سے اہم موضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ کاپلپنے بندوں پر حق ہے کہ وہ اس کی توحید کے عقیدہ کو اختیار کریں، اخلاص کے ساتھ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید شریک



اکبر کو بیان کرتا اور ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ناقابل معافی گناہ ہے نیز قرآن مجید کفر و ضلالت کی مختلف انواع و اقسام کو بھی بیان کرتا ہے۔

اس کتاب میں تدبر کرنے سے اگر اس واجب عظیم کا علم ہو جائے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا ہے اس پر غور کرنے کا موقع مل جائے تو یہ بھی خیر عظیم اور فضل کبیر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب عظیم میں خیر و بھلائی کی طرف رہنمائی کی گئی اور ہر شر سے ڈرایا گیا ہے، جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا۔

کتاب اللہ کے بعد خصوصی توجہ کا مرکز و محور سنت رسول اللہ کو ہونا چاہئے کہ یہ ہمارے دین کا اصل ثانی اور وحی ثانی ہے، سنت رسول اللہ، کتاب اللہ کی تفسیر ہے، کلام الہی کے مخفی مقامات کی تشریح اور کتاب اللہ کی توضح ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (النحل ۱۶/۴۴)

”اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان احکامات (ارشادات) کو واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔“

اور فرمایا:

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا تِبْيَانًا لِّمَنْ أَلْمَزُوا فِيهِ (النحل ۱۶/۶۴)

”اس کتاب (قرآن مجید) کو ہم نے آپ پر اس لئے اتارا ہے کہ آپ ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں ان کا اختلاف ہے:“

قرآن مجید اس لئے نازل کیا گیا کہ لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دی جائے، انہیں راہ نجات کی تعلیم دی جائے، ہلاکت و بربادی کے راستوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کی طرف جانا نازل کیا گیا ہے، اسے کھول کھول کر نازل بیان فرمادیں اور مشتبہ امور کی تشریح و توضح فرمادیں، چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعثت سے لے کر وفات تک لوگوں کو کتاب اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے رہے، کتاب اللہ کے احکام کی تشریح و توضح فرماتے رہے اور جس سے قرآن نے منع کیا ہے، اس سے ڈراتے رہے۔ آپ کی عمر مبارک میں سے نبوت کا یہ عرصہ تینس پر س پر مشتمل ہے جو سب کا سب دعوت و بیان اور ترغیب و ترہیب میں بسر ہوا حتیٰ کہ آپ اپنے اس کام کی تکمیل کے بعد اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ آج کی اس رات میرے لیچر کا موضوع بہت عظیم اور بہت اہم ہے اور وہ ہے عقیدہ کا موضوع یعنی یہ موضوع کہ توحید کیا ہے اور اس کی ضد کیا ہے۔ توحید وہ امر ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا، کتابیں نازل فرمائیں اور جنوں اور انسانوں کو پیدا فرمایا، اصل مسئلہ توحید ہے اور باقی تمام احکام اس کے تابع ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۱/۵۶)**

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں“

اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی کو عبادت کے لئے مخصوص قرار دے لیں اور صرف اسی ہی کی عبادت کریں، جنوں اور انسانوں کو عبث اور بے معنی پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کے لئے کہ وہ کھائیں پیئیں، محلات تعمیر کریں، نہریں جاری کریں، درخت لگائیں اور نہ انہیں دنیا کے دوسرے اہم کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہے بلکہ ان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت کریں، اس کی تعظیم بجلائیں، اس کے ارشادات کے سامنے سر جھکا دیں، اس کے نواہی سے باز رہیں، اس کی حدود کے پاس رک جائیں، بندوں کو اس کی طرف متوجہ کریں اور ان کی اس کے حق کی طرف رہنمائی کریں اور اس نے اپنے بندوں کے لئے انواع و اقسام کی نعمتیں اس لئے پیدا فرمائی ہیں تاکہ ان کے استعمال سے اس کی اطاعت بندگی کے لئے ان میں توانائی آجائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ جَمِيعًا (البقرۃ ۲/۲۹)**

”وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں، تمہارے لئے پیدا کیں۔“

نیز فرمایا: **وَسَخَّرَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَمِنَ الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ (الباقیہ ۳۵/۱۳)**

”اور آسمان وزمین کی سب (تمام) چیزوں کو اس نے اپنے حکم سے مطیع کر دیا ہے۔“

اللہ جل وعلانیے بارشوں کو نازل فرمایا، اسی نے نہروں کو چلایا، اسی نے بندوں کے لئے رزق اور انواع و اقسام کی نعمتوں تک رسائی کو آسان بنا دیا تاکہ بندے انہیں استعمال کر کے اس کی اطاعت و بندگی کے لئے توانائی حاصل کر سکیں، اور یہ رزق اور یہ نعمتیں زندگی کے آخر تک ان کے لئے زادہ راہ کا کام دیں اور تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور کسی قسم کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۚ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْعُظْمَىٰ ۖ فَذُنُوبَكُمْ وَأَكْبَرُ ۚ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۚ (النحل ۱۶/۳۶)

”اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے اجتناب کرو“

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۱/۲۵)

”اور جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ان کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو“

ارشاد ربانی ہے:

وَإِن سَأَلْتُمْ مَنْ أَرْسَلَنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ أَرْسَلْنَا أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ (الزخرف ۳۵/۳۳)

”اور (اے محمد ﷺ) جو پہلے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہیں، ان کے احوال دریافت کر لو کیا ہم نے سوائے رحمن کے سوا اور معبود مقرر کیے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔“

مزید فرمایا: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَا ۚ (الاسراء ۱۷/۲۳)

”اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

اور سورہ فاتحہ میں فرمایا: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ ۱/۵)

”(اے پروردگار!) ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کتنا ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ مخلوق صرف اسی کی عبادت کرے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم بھی دیا ہے اور اسی مقصد کی خاطر رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اس کی توحید کو لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں۔

اہل علم، جو حضرات انبیاء کرام کے نائب ہیں، ان پر بھی واجب ہے کہ اس امر عظیم کو لوگوں کے سامنے بیان کریں، اہل علم کا سب سے بڑا مطلوب یہی ہونا چاہئے، ان کی پوری توجہ عنایت اسی طرف ہونی چاہئے، کیونکہ اگر عقیدہ توحید سلامت رہا تو دیگر امور بھی اس کے تابع ہوں گے اور اگر توحید میں خلل آگیا تو دیگر اعمال اقوال کچھ نفع و پہنچا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام ۶/۸۸)

”اور اگر (بالفرض و الحال) یہ لوگ شرک کرتے توجہ عمل وہ کرتے تھے، وہ سب ضائع ہو جاتے۔“

اور فرمایا: وَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ آلِنَا عَمَلُوا مِن عَمَلِ فَجَلْنَا لَهُ بِنَاءَ نَمَشُورًا (الفرقان ۲۳/۲۵)

”اور انہوں نے جو جو عمل کیے گئے ہم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو اڑتی خاک (پرگندہ ذروں کی طرح) کر دیں گے۔“

نیز فرمایا: وَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْنَا وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَنُؤْتِيَنَّكَ مِنَ الْجِبْتِ عُتْقًا وَتَتَّخِذَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر ۳۹/۶۵)

”(اے محمد ﷺ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے کے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی بھیجی ہے گئی ہے کہ اگر تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم تو زیانکاروں میں سے ہو جاؤ گے۔“

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس گزارے اور اس عرصہ میں نماز کی فرضیت سے قبل آپ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی، اس سارے عرصہ میں آپ کی دعوت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرو، شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دو، تمام جنوں اور انسانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کریں اور اپنے آبا و اجداد کے شرک کو چھوڑ دیں۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے صلح حدیبیہ کے ایام میں ابوسفیان بن حرب سے پوچھا تھا جب کہ ابوسفیان قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ فلسطین گئے تھے اور ادھر اتفاق سے ہرقل بھی ان دنوں القدس میں آیا ہوا تھا، جب ہرقل کو اس قریشی قافلہ کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا تاکہ ان سے نبی کے بارے میں سوال کرے، اس قافلہ کے سربراہ ابوسفیان تھے، ہرقل نے ان سے آپ کے اور آپ کی دعویٰ نبوت کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے۔ ہرقل نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو اس کے سامنے بٹھایا جائے اور اس کے ساتھ اس کے پیچھے بٹھا دیا جائے اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے کچھ سوالات پوچھنے لگا ہوں اور اگر یہ غلط جواب دیں تو ان کی تکذیب کر دینا۔ ہرقل نے اس موقع پر ابوسفیان سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں بہت سے سوالات پوچھے جو مشہور و معروف ہیں اور صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہیں، ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ ”یہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا انسان کس بات کی دعوت دیتا ہے۔“ ابوسفیان کا جواب تھا کہ وہ ہمیں یہ دعوت دیتا ہے کہ ہم اللہ وحدہ کی عبادت کریں اپنے آبا و اجداد کے دین کو ترک کر دیں نیز وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، صلہ رحمی کرنے اور عفت و پاک دامنی کی زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو وہ ایک دن میرے ان قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ملک شام کا مالک بنا دیا، رومیوں کو وہاں سے نکال دیا اور اپنے نبی اور اپنے لشکر کو اس نے فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

مقصود یہ کہ شریعت کا یہ اصول ایک عظیم امر ہے اور لوگوں نے جب اس میں سستی کی تو وہ شرک اکبر میں مبتلا ہو گئے۔۔۔ مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ یہ لوگ اسلام کے مدعی ہیں اور جو ان پر اسلام کی خلاف ورزی کا الزام عائد کرے، اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن اس عظیم اصول سے جہالت کی وجہ سے خود شرک میں مبتلا ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بہت سے مردوں کو معبود بنا کر ان کی عبادت شروع کر دی ہے، یہ لوگ ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان سے فریاد کرتے ہیں، ان سے اپنے بیماروں کی شفاء کے لئے دعا کرتے ہیں، حاجتوں کے پورا کرنے اور دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے ان سے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شرک نہیں بلکہ یہ تونیک لوگوں کی تعظیم اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پیش کرنا ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کو براہ راست نہیں پکار سکتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء کے واسطے کو اختیار کیا جائے جیسے بادشاہوں تک پہنچنے کے لئے وزیروں کا وسیلہ اختیار کرنا پڑتا ہے، اسی طرح رب تک پہنچنے کے لئے اولیاء کا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے کہ اولیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کے وزیر ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے سارے ہ تشبیہ دی اور پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق ہی کی عبادت شروع کر دی۔ نسال اللہ العافی!

یہ سب کچھ اس عظیم اصول کے بارے میں جہالت اور قلت بصیرت کی وجہ سے ہے۔ بدوی، شیخ عبدالقادر، حسین اور دیگر اولیاء کے پجاری درحقیقت بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں، یہ لوگ توحید کی حقیقت سے نا آشنا ہیں یہ انبیاء کرام کی دعوت سے ناواقف ہیں، ان پر امور غلط ملط ہو گئے، یہ شرک میں مبتلا ہو کر اسے مستحسن سمجھنے لگے اور شرک ہی کو انہوں نے دین اور تقرب الہی کا ذریعہ سمجھ لیا اور جو انہیں سمجھانے اس کے یہ منکر ہیں اور پھر اکثر شہروں میں اس عظیم اصول کے بارے میں بصیرت رکھنے والے علماء بھی بہت کم ہیں، اس قدر کم کہ انہیں انگلیوں پر شمار کیا جاسکتا ہے، اور ان میں سے بھی بعض کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عالم ہیں لیکن وہ بھی قبروں کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم نہیں دیا یہی وہ بھی اہل قبور کو پکارتے، ان سے مدد طلب کرتے اور ان کی نذر وغیرہ ملتے ہیں۔

باقی رہے علماء حق، علماء سنت اور علماء توحید تو وہ ہر جگہ ہی کم ہیں لہذا اس جامعہ کے طلبہ اور دیگر تمام اسلامی جامعات کے طلبہ پر یہ واجب ہے کہ وہ اس اصول کو تمام لیں، اس کو نہایت مضبوط و مستحکم کر لیں تاکہ وہ ہدایت کے داعی اور حق کی بشارت سنانے والے بن جائیں اور لوگوں کو ان کے دین کی وہ حقیقت بتائیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے بلکہ جس کے ساتھ اس نے اپنے تمام انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔

اس وقت میں آپ کے سامنے جو گفتگو کروں گا اس کا تعلق توحید کی اقسام اور شرک کی اقسام سے ہے۔ توحید، وحد لہ وحد توحید کا مصدر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو واحد مانا جائے یعنی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت، اسماء و صفات اور الوہیت و عبادات میں وحدہ لا شریک ہے، لوگ اسے تسلیم نہ بھی کریں تو وہ پھر بھی واحد ہے۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کو توحید کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس عقیدہ کے ساتھ بندہ اپنے رب کو واحد سمجھتا ہے اور اس عقیدہ کی روشنی میں وہ اپنے رب کی اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، صرف اسی کو پکارتا اور یہ ایمان رکھتا ہے کہ صرف وہی اس کائنات کے تمام امور کا مدبر ہے، وہ ساری مخلوقات کا خالق ہے، وہ صاحب اسماء حسنیٰ و صفات کاملہ ہے۔ صرف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے، اس کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ توحید کی تین قسمیں ہیں (۱) توحید ربوبیت (۲) توحید الوہیت اور (۳) توحید اسماء و صفات، توحید ربوبیت کا تو مشرک بھی اقرار کرتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے لیکن اس اقرار کے باوجود وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو سکے کیونکہ انہوں نے عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص نہ کیا اور توحید الوہیت کا اقرار نہ کیا۔ یہ اقرار تو کیا کہ ان کا رب وہی خالق و رازق ہے اور اللہ ان کا رب ہے لیکن انہوں نے عبادت کے لائق اسی وحدہ لا شریک کو نہ سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کیا حتیٰ کہ وہ اللہ وحدہ لا شریک ہی کی عبادت کے قائل ہو گئے۔ توحید ربوبیت کے معنی رب تعالیٰ کے افعال، کائنات کے لئے اس کی تدبیر اور اس میں اس کے تصرف کے اقرار کے ہیں، اسے توحید ربوبیت کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ بندہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ خلاق و رازق، امور کی تدبیر اور ان میں تصرف کرنے والا ہے، وہ دیتا بھی ہے اور روک بھی لیتا ہے، وہ تہہ بالا کرتا ہے، عزت و ذلت سے نوازتا، جلاتا اور مارتا اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے فی الجملہ مشرکوں کو بھی اس کا اقرار تھا، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** (الزخرف ۸۷/۳۳)

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً کہیں گے ”اللہ“ نے۔“

نیز فرمایا: **وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** (الزمر ۳۸/۳۹)

”اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ ”اللہ“ نے۔“

اور ارشاد گرامی ہے:

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ النَّحْيَ مِنَ النَّحْيِ مِنَ النَّحْيِ وَمَنْ يُدْبِرُ الْأَمْرَ فَيَسْئَلُونَ اللَّهَ فَقُلْ أَعْلَىٰ تَقْوَانِ (یونس ۳۱/۱۰)

”(ان سے) پوچھئے کہ تمہیں آسمان و زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ تو جھٹ (فورا) کہہ دیں گے کہ اللہ! تو کہو پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟“

وہ ان امور کے مترادف تھے لیکن عبادت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے سلسلہ میں اس اقرار سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے کئی واسطے اختیار کئے اور گمان یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ان کے سفارش کرنے والے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دینے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ لَهُمْ (یونس ۱۸/۱۰)

”اور یہ (لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں نہ ان کو نفع پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ أَشْتَبُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس ۱۰/۱۸)

”آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جس کا وجود اسے آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں؟ اور پاک اور برتر ہے لوگوں کے شرک سے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، آسمان نہ زمین میں بلکہ وہ تو واحد ہے، پاک و منزہ اور بلند و بالا ہے، فرد و صمد ہے، صرف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: **فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ أَلِلَّهِ الدِّينِ الْخَالِصُ**

(الزمر ۲/۳۹-۳)

”پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے، خالص عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے۔“

اور پھر یہ بھی فرمایا ہے: **وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ (الزمر ۳/۳۹)**

”اور جن لوگوں نے اس کو چھوڑ کر اور دوست بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔“

یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ ہم ان کی اس لئے عبادت نہیں کرتے کہ یہ نفع و نقصان کے مالک ہیں یا یہ پیدا کرتے اور رزق دیتے ہیں یا یہ امور کی تدبیر کرتے ہیں، نہیں! بلکہ ہم تو ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں جیسا کہ سورہ یونس کی آیت کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ وہ اپنے ان معبودوں کے بارے میں یہ بھی کہا کرتے تھے کہ: **هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۰/۱۸)**

”یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کے یہ معبود نفع و نقصان کے مالک ہیں، یا موت و حیات کا اختیار رکھتے ہیں، یا رزق دیتے، عطا کرتے اور منع کرتے ہیں بلکہ وہ تو ان کی اس لئے عبادت کرتے تھے کہ یہ ان کی سفارش کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں، لات عزی و منات، مسیح و مریم اور نیک بندوں کی پہلے زمانے کے مشرک اس لئے عبادت نہیں کرتے تھے کہ وہ ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے تھے بلکہ وہ ان کی اس لئے عبادت کرتے تھے کہ وہ اس بات کے امیدوار تھے کہ ان کی سفارش کر دیں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے، چنانچہ ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حسب ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرک قرار دیا ہے: **قُلْ أَشْتَبُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس ۱۰/۱۸)**

”آپ کہہ دیں کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جس کا وجود اسے آسمانوں میں معلوم ہے نہ زمین میں؟ اور پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند و برتر ہے۔“

سورہ زمر کی آیت میں فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر ۳/۳۹)

”جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ان کا فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو جھوٹا مشرک ہے ہدایت نہیں دیتا۔“

جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر اور کاذب قرار دیا اور بیان فرمایا کہ یہ اپنے اس گمان میں



جھوٹے ہیں کہ یہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور اپنے اس عمل یعنی ان کی عبادت، ان کے نام پر ذبح، ان کے نام کی نذر و نیاز، ان سے دعا اور استغاثہ وغیرہ کی وجہ سے کافر ہیں۔ نبی ﷺ نے مکہ میں دس سال تک یہ دعوت دی کہ ”لا الہ الا اللہ“ تمہو کا میاب ہو جاو گے ”لیکن اکثر لوگوں نے آپ کی اس دعوت کو قبول کرنے سے اعراض کیا اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے ہدایت قبول کی، پھر مکہ والوں نے اتفاق سے یہ طے کیا کہ آپ کو شہید کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر اور مکر و فریب سے نجات عطا فرمائی اور پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرم گئے، وہاں آپ نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو قائم کیا اور دعوت الی اللہ دی، انصار نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور پھر انہوں نے اور مہاجرین نے آپ کے ساتھ مل کر مشرکین مکہ اور دوسرے کفار سے جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افعال مثلاً پیدا کرنے، رزق دینے، بندہ میر کرنے، زندہ کرنے اور مارنے وغیرہ میں وحدہ لا شریک ہے حالانکہ یہ توحید کی جس قسم کا اقرار کرتے تھے یہ توحید ربوبیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے افعال مثلاً پیدا کرنے، رزق دینے، بندہ میر کرنے، زندہ کرنے اور مارنے وغیرہ میں وحدہ لا شریک ہے حالانکہ یہ توحید ربوبیت، ان کے توحید الوہیت کے انکار کے خلاف دلیل ہے کیونکہ توحید ربوبیت، توحید الوہیت کو مستلزم ہے، یہ اس کی دلیل ہے اور اسے واجب قرار دیتی ہے، اسی وجہ سے ان کے اقرار کو ان کے خلاف حجت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (یونس ۳۱/۱۰)

”تو کہو کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟“

اور دوسری آیات میں فرمایا:

أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۱۰/۱۶) ”پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے!“

أَفَلَمْ تَكُونُوا أَفَلَا تَكُونُونَ (یونس ۱۰/۳) ”پھر کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔“

اگر کوئی شخص اس امر پر تدبر کرے جس کا یہ لوگ اقرار کرتے تھے اور وہ عقل سے کام لے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جو ہستی ان صفات سے متصف ہو وہ یقیناً اس کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، جب وہ خلاق ہے، رزاق ہے، محی (حیات عطا کرنے والا) ہے، ممیت (مارنے والا) ہے، معطی (عطا کرنے والا) ہے، مانع (روکنے والا) ہے، امور کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے، ہر چیز کو جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے چھوڑ کر اس کے غیر کی عبادت کی جائے، امید و خوف کا مرکز کسی اور کو قرار دیا جائے، اے کاش! کفار اس حقیقت کو سمجھ لیتے لیکن یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں کہ:

استَوْذَعْتُمْ الشَّيْطَانَ فَأَنْتُمْ ذُرِّيَّةُ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ بُرْءٌ مِّنَّا يُمِرُّونَ (المجادلہ ۱۹/۵۸)

”شیطان نے ان کو قابو میں کر لیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بھلا دی ہے۔ یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے اور یقیناً شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے۔“

اور منافقین کے بارے میں فرمایا:

صُمٌّ بُعْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (البقرہ ۱۸/۲)

”یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے۔“

ان کے ساتھ مشابہت رکھنے والے لوگ بھی اسی طرح ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ وَالْإِنسِ لَهْمُ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْفَاطِنُونَ (الاعراف ۱۷/۴)

”اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں، ان کے دل میں لیکن سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے



نہیں، یہ لوگ (بالکل) جو پایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ ہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یہ لوگ حقیقی طور پر غافل ہیں، یہ جانوروں سے مشابہت رکھتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ نے آیات ینات، روشن دلائل اور ساطع براہین میں ان کے بارے میں یہی فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ سمجھتے نہیں اور نہ عقل سے کام لیتے ہیں بلکہ اپنے کفر و ضلالت میں ڈٹے ہوئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بدر، خندق اور احزاب۔۔۔ کے دن باقاعدہ جنگیں بھی کیں، یہ لوگ اپنے کفر و ضلالت میں سرگرداں رہے اور آیات الہی نے بھی انہیں کوئی نفع نہ دیا اور غفلت و بے نیازی سے بھی باز نہ آئے! پھر ایک دن آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غلبہ عطا فرمایا، اپنے دین کو عزت بخشی اور دشمنوں کو مغلوب کر دیا اور نبی کریم ﷺ نے جب فتح مکہ کے دن ان سے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دشمنوں کے مقابلہ میں فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے مکہ کو بھی فتح کر لیا اور اب لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونا شروع ہو گئے اور اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید الوہیت کو خوب نمایاں طور پر کھول کھول کر بیان فرمایا، لوگوں نے اسے قبول کیا اور وہ دین حق میں داخل ہو گئے لیکن بعد ازاں ہوازن اور طاقت کے لوگوں نے آپ کی مخالفت میں سر اٹھایا تو ان کے مقابلہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و نصرت سے نوازا اور ان کے شیرازہ کو مستشر کر دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مالوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو غلبہ عطا فرمایا اور اس طرح آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ اور اپنے ایمان دار بندوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ علی ذلک! توحید کی دوسری قسم توحید اسماء و صفات ہے۔ یہ بھی توحید ربوبیت ہی کی جنس سے ہے۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس توحید کا بھی اقرار کرتے اور اسے جانتے پہچانتے تھے، توحید ربوبیت، توحید اسماء و صفات کو بھی مستلزم ہے کیونکہ جو ہستی خلاق، رزاق اور ہر چیز کی مالک ہوگی وہ تمام اسماء حسنی و صفات علیا کی بھی مستحق ہوگی اور وہ اپنی ذات، اسماء و صفات اور افعال میں کامل ہے، کوئی اس کا شریک ہے نہ اس کے مشابہ، آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ سمیع و علیم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوریٰ ۱۱/۴۲)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

نیز فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۲ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۳ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (الانعلاص ۱۱۲/۱-۳)

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہی ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

کفار اپنے رب کو اس کے اسماء و صفات سے پہچانتے تھے اور اگر بعض نے ضد اور ہٹ دھرمی کی روش اختیار بھی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:

كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي آخِرَتِنَا قَدْ خَلَلْتَ مِنْ قَبْلِنَا أُنْمُوتًا تَلْتَلُونَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْفَيْنَاكَ الْيَمِينَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ (الرعد ۳۰/۱۳)

”(کس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمد! ﷺ) ہم نے آپ کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے، پڑھ کر سنا دیں اور یہ لوگ رحمن کو نہیں ملتے۔ کہہ دیجئے، وہی تو میرا پروردگار ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

توحید کی تیسری قسم یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو قرار دیا جائے اور یہی معنی ہیں ”لا الہ الا اللہ“ کے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے ”لا الہ الا اللہ“ کے اقرار سے غیر اللہ کی عبادت کی تمام انواع و اقسام کی نفی ہو جاتی ہے اور اللہ وحدہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے اس کا اثبات ہو جاتا ہے۔ یہ کلمہ تمام دین کی اصل اور اساس ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کو دعوت دی، اپنے چچا ابوطالب کو دعوت دی مگر ابوطالب مسلمان نہ ہوا اور وہ اپنی قوم کے دین پر فخر ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس کے بہت سے مقامات پر اس کلمہ کے معنی کی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ آيَةٌ إِنَّ اللَّهَ لَإِلَٰهٌ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ (البقرہ ۲/۱۶۳)



”اور (لوگو) تمہارا حقیقی معبود اللہ واحد ہے، اس بڑے مہربان (اور) رحم کرنے والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

ایک اور ارشاد گرامی ہے: وَهَيْ رَبُّكَ اللَّاتِبُّ وَالْإِلَٰهَاتُ (الاسراء، ۲۳/۱)

”اور تمہارے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

مزید فرمایا: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاطمہ، ۵/۱)

”(اے پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔“

اور فرمایا: وَأَمُرُوا بِالْإِلَٰهَةِ وَاللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ (الہینہ، ۵/۹۸)

”انہیں تو حکم ہی دیا گیا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں!“

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو سب کی سب اس کلمہ کی تفسیر بیان کرتی ہیں اور یہ وضاحت کرتی ہیں کہ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل قرار دیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ عبادت صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کا حق ہے جس طرح کہ اس نے سورج میں فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْحِيْهُنَّ وَاَنَّ نٰبِذَ عُوْنٍ مِّنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (الحج، ۲۲/۲۲)

”یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ باطل ہے اور اس لئے کہ اللہ رفیع الشان اور بڑا ہے۔“

اور سورہ لقمان میں فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْحِيْهُنَّ وَاَنَّ نٰبِذَ عُوْنٍ مِّنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (لقمان، ۳۱/۳۰)

”یہ اس لئے کہ اللہ ہی کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ لغویں اور یہ کہ اللہ ہی عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے۔“

پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی حق ہے، اس کی دعوت بھی حق ہے، اور صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی عبادت حق ہے، لہذا صرف اسی سے فریاد کی جائے، اسی کے نام کی نظر مانی جائے، اسی پر بھروسہ کیا جائے، اسی سے شفاء طلب کی جائے، اسی کے بیت عتیق (قدیم گھر) کا طواف کیا جائے۔ الغرض جس قدر بھی عبادت کی مختلف انواع و اقسام ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے لئے مخصوص سمجھا جائے کہ وہ ذات گرامی حق ہے، اس کا دین بھی حق ہے، جو شخص توحید کی ان تینوں قسموں کو خوب چھی طرح معلوم کرے، ان کی حفاظت کرے اور ان کے معانی پر ڈٹ جائے تو وہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی واحد اور برحق ہے اور ساری مخلوقات کے سوا صرف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے۔ جو شخص توحید کی ان تینوں قسموں میں سے کسی ایک کو بھی ضائع کر دے تو اس نے گویا سب کو ضائع کر دیا کیونکہ یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ دین اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ توحید کی ان سب قسموں پر ایمان رکھا جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات و اسماء کا انکار کرے، اس کا کوئی دین نہیں اور جو شخص یہ گمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امور کی تدبیر کرنے کے لئے کوئی اور مصرف بھی ہے تو اہل علم کے لجماع کے مطابق وہ کافر اور شرک فی الریت کا مرتکب ہے۔ جو شخص توحید ربو بیت اور توحید اسماء و صفات کا اقرار کرے لیکن عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ مشائخ یا انبیاء یا فرشتوں، یا جنوں یا ستاروں یا بتوں وغیرہ کی بھی عبادت کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ شرک اور کفر کیا اور اس حالت میں توحید کی باقی قسمیں یعنی توحید بو بیت اور توحید اسماء و صفات بھی اس کے کچھ نام نہ آئیں گی۔ لہذا ضروری ہے کہ انسان کا توحید کی تینوں قسموں پر ایمان اور ان کے مطابق عمل ہو اور اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اور وہ خالق، رازق اور تمام امور کا مالک ہے اور اس کا بھی اراد کرے مشرک جس کا انکار کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی اور صفات علیا پر ایمان رکھے کہ اس کا کوئی ساجھی ہے نہ سیم و شریک، جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے:



قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ إِذَا كُنْتُمْ سَاجِدًا لِلَّهِ أَوْ قَائِمًا أَوْ سَائِرًا مِمَّا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَأَكْبِرُوا تَحْتَهُ ۚ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِطُورٍ غَيبٍ مِنَ الْغَيْبِ وَهُوَ قَرِيبٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الاحزاب ۱-۳)

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہی ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

نیز فرمایا: فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۱۶/۴)

”تو (لوگو!) اللہ کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

مزید ارشاد فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوریٰ ۳۲/۱۱)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

باقی رہ گیا امر ثالث تو وہ توحید عبادت ہے اور یہی معنی ہیں ”لا الہ الا اللہ“ کے اور یہی تمام انبیاء کی دعوت کی اساس عظیم ہے کیونکہ مشرک، توحید کی باقی دو قسموں کے منکر تھے، بلکہ صرف اس قسم یعنی عبادت کے منکر تھے یہی وجہ ہے کہ جب نبی ﷺ نے ان سے کہا: کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو انہوں نے کہا:

أَجْعَلُ الْإِلَهَةَ إِنْبَاءً وَاحِدًا ۚ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص ۳۸/۵)

”کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“

انہوں نے یہ بھی کہا: وَيَقُولُونَ إِنَّمَا نَتَّبِعُ آلِهَتَنَا رَبِّكُمُ الْمَلَكُوتُ (الصافات ۳۶/۳۷)

”کیا ہم نے ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟“

اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ بیان فرمایا ہے:

إِنَّمَا كَانُوا إِذْ قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۚ ۳۵ وَيَقُولُونَ إِنَّمَا نَتَّبِعُ آلِهَتَنَا رَبِّكُمُ الْمَلَكُوتُ (الصافات ۳۵-۳۶)

”یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو انہیں تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ (الصافات ۳۷/۳۸)

” (نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور (پہلے) پیغمبروں کو سچا کہتے ہیں۔“

توحید کی یہ قسم توحید عبادت ہے، پہلے مشرکوں نے بھی اس کا انکار کیا تھا اور آج کے مشرک بھی اس کے منکر ہیں اور اس کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ اشجار اور احجار کی عبادت کرتے ہیں، بتوں کی عبادت کرتے ہیں، اولیاء و صالحین کی عبادت کرتے ہیں، ان سے فریاد کرتے ہیں ان کے نام کی نذر ملتے اور ان کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور وہ تمام امور بھی کرتے ہیں جن کو آج کل قبروں، بتوں اور درختوں وغیرہ کے بجا لاتے ہیں اور اس طرح غیر اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مشرک و کافر ہیں اور اگر اسی حالت میں فوت ہو جائیں تو ان کی بخشش نہ ہوگی، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيُغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۴/۳۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ یہ جرم نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔“

نیز فرمایا:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (الانعام ۶/۸۸)

”اور اگر (بالمفروض) وہ لوگ (مذکورہ انبیاء بھی) شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، وہ سب ضائع ہو جاتے۔“

مزید فرمایا: إِنَّ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَفَرَمُ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائدہ ۸۲/۵)

”یقیناً مانو کہ جو شخص بھی اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر بہشت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

لہذا از بس ضروری ہے کہ توحید کی اس قسم کو بھی اختیار کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی جائے، اس کی ذات گرامی کے ساتھ شرک کی نفی کر دی جائے، اسی عقیدہ پر استقامت کا مظاہرہ کیا جائے، دوسروں کو اس کی دعوت دی جائے، اسی کو دوستی اور دشمنی کا معیار قرار دیا جائے۔ توحید کی اس قسم سے جمالت اور عدم بصیرت کے سبب لوگ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن سمجھتے یہ ہیں کہ وہ بہت ہدایت یافتہ ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

إِنَّهُمْ أَشْرَكُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُنْتَصِرُونَ (الاعراف ۳۰/۷)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ (راہ راست پر) ہیں۔“

عیسائیوں اور ان جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں فرمایا:

قُلْ بَلَىٰ نُسَبِّحُكَ بِالْأَنْصَارِ مِنَ الْعَمَالِ ۚ ۱۰۳ الَّذِينَ ضَلَّ سَبِيلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهم مُنْتَصِرُونَ ضَعْفًا (الکھف ۱۰۳-۱۰۴)

”کہہ دیجئے کہ ہم تمہیں بتائیں کون لوگ اعمال کے لحاظ سے بہت زیادہ نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔“

کافر اپنی جمالت اور دل کی کجی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ وہ لہجھا کام کر رہا ہے حالانکہ وہ غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہوتا ہے، غیر اللہ کو پکار رہا ہوتا ہے، غیر اللہ سے فریاد کر رہا ہوتا ہے، غیر اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے اور ان کے نام کی نذر میں مان کر ان کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے، حالانکہ یہ سب کچھ ان کی جمالت اور عدم بصیرت کی وجہ سے ہے، انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يُعْقَلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلَىٰ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان ۲۴/۲۵)

”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (بھٹکے ہوئے) ہیں۔“

اور فرمایا:

وَأَنفَعُ دَرَأًا لِّجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ النَّجَنِ وَالْإِنْسِ أَلَمْ تَلَوْبُ إِلَّا يَفْقَهُونَ بَلَىٰ (الاعراف ۱۷۹/۷)



”اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔۔۔“

اہل علم اور طلبہ علم پر یہ واجب ہے کہ توحید کی اس نوع (قسم) کی جانب بہت ہی زیادہ توجہ مبذول کریں کیونکہ اس کے بارے میں جمالت کی بہت کثرت ہے اور اکثر مخلوق توحید کی اس نوع کے خلاف روش اختیار کئے ہوئے ہے۔ توحید کی باقی دو قسمیں توحید اللہ بہت واضح اور روشن ہیں لیکن یہ قسم یعنی توحید عبادت، اکثر لوگوں پر ان بہت سے شہادت کی وجہ سے مشتبہ ہے، جنہیں اللہ کے دشمنوں نے رواج دے رکھا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن اس شخص کے لئے محمد اللہ معاملہ نہایت واضح اور صاف ہے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمادیا ہو کیونکہ دشمنوں کے پھیلائے ہوئے تمام شہادت باطل ہیں، ان میں کوئی حقیقت نہیں اور اس کے مقابلہ میں حق نہایت واضح اور روشن ہے اور وہ یہ کہ ہر انسان کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ عبادت کو اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اپنے اللہ کے لئے بجالائے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے: فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الغافر ۱۳/۳۰)

”سو تم نہایت اخلاص سے اللہ کی عبادت کی عبادت کرتے ہوئے اللہ کو پکارو اگرچہ یہ کافروں کو ناگوار ہو۔“

اور فرمایا: فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (النحن ۱۸/۲)

”اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو“

اور ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ (یونس ۱۰/۱۰۶)

”اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تمہارا کچھ بھلا کر سکے نہ کچھ بگاڑ سکے، اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔“

ایک اور فرمان ہے:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۚ ۱۳ إِنَّ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعْوَكُمْ وَلَا يُسْمِعُونَ سَوَاعِدًا أَنْتَ بِلُحُوقِكُمْ وَلَوْلَا تَقِيَّتُهُمْ لِيَخْضَعُوا لِأَبْشَارِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكُمْ مِثْلُ خَبِيرٍ (فاطر ۱۳/۳۵-۱۴)

”یہی اللہ تو (معبود حقیقی) تمہارا پروردگار ہے بادشاہی اسی کی ہے جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے برابر بھی (کسی چیز کے) مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار سننے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو قبول نہیں کر سکتے (یعنی تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کر سکتے) اور قیامت کے روز تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور (اللہ) باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔“

اور فرمایا:

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْضِحُ الْكَافِرُونَ (المؤمنون ۱۱۴/۲۳)

”اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے، جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا، یقیناً کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔“

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات کریمہ میں بیان فرمایا ہے جو سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی کی اخلاص کے ساتھ واجب ہے۔ غیر اللہ کو عبادت کا مستحق سمجھنا شرک اور کفر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں شخصیت یا جمادات میں سے کوئی چیز اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے تو وہ شخص کافر ہے خواہ اس کی عبادت نہ بھی کرے، مثلاً اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ بت یا یہ شخص مثلاً جبریل یا نبی مکرم حضرت محمد ﷺ یا شیخ عبدالقادر جیلانی، یا بدوی، یا حضرت حسینؑ یا حضرت علی بن ابی طالبؑ یا ان کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق ہے، اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے یا کسی اور سے فریاد طلب کرنے میں کوئی



حرج نہیں، تو وہ شخص یہ عقیدہ رکھنے سے کافر ہو جاتا ہے، خواہ عملی طور پر وہ ایسا نہ بھی کرے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ علم غیب جانتے ہیں، یا کائنات میں تصرف رکھتے ہیں تو اس کی وجہ سے بھی وہ کافر ہو جائے گا، اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے اور اگر کوئی شخص فی الواقع غیر اللہ کو پکارے، ان سے مدد مانگے یا غیر اللہ کے نام کی نذر مانے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص غیر اللہ کو سجدہ کرے، یا اس کے لئے نماز پڑھے، یا اس کے لئے روزہ رکھے تو وہ بھی شرک اکبر کا مرتکب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

توحید کی ضد شرک ہے، شرک کی بھی تین قسمیں ہیں لیکن درحقیقت شرک کی صرف دو ہی قسمیں ہیں (۱) شرک اکبر (۲) شرک اصغر۔

شرک اکبر: شرک اکبر یہ ہے کہ عبادت یا اس کے کچھ حصے کو غیر اللہ کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا دین کے ان امور معلومہ میں سے کسی کا انکار کر دیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے مثلاً نماز، رمضان کا روزہ یا کسی ایسی چیز کو حرام ماننے سے انکار کر دیا جائے جسے دین نے حرام قرار دیا ہو مثلاً زنا اور شراب وغیرہ، یا خالق کی معصیت لازم آنے کے باوجود مخلوق کی اطاعت کو اختیار کیا جائے اور ایسا کرنا حلال سمجھا جائے کہ فلاں مرد یا عورت، سربراہ مملکت یا وزیر اعظم، عالم یا کسی اور کی ان امور میں بھی اطاعت جائز ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف ہیں، تو ہر وہ عمل جس میں عبادت کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لئے وقف کر دیا جائے مثلاً اولیاء اللہ کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان کے نام کی نذر ماننا یا کوئی ایسا عمل کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ امر کو حلال ٹھہرانا لازم آتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے کسی واجب کو ساقط قرار دینا لازم آتا ہو۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ نماز واجب نہیں یا روزہ واجب نہیں یا استطاعت کے باوجود حج واجب نہیں یا زکوٰۃ واجب نہیں یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس طرح کے امور کا شرعاً کوئی حکم نہیں ہے تو یہ کفر اکبر اور شرک اکبر ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے جس کا حرام ہونا دین سے بالضرورة معلوم ہو مثلاً زنا، شراب یا والدین کی نافرمانی کو حلال سمجھنا یا ذمیتی و رورہ زنی، لواطت، سود خوری اور ایسے دیگر امور کو حلال سمجھنا جن کی حرمت نص اور اجماع سے ثابت ہے تو اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کا شمار شرک اکبر کا ارتکاب کرنے والے مشرکوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دین کا مذاق اڑائے تو وہ بھی مشرک اور اس کا کفر بھی کفر اکبر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَبَالِهَةٌ وَاٰیٰتِہٖ وَّرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ ۝۱۰ لَاتَعْتَبِرُوْا وَاَقْدَ کَفْرًا ثُمَّ یَعْدِیْہَا نَعْتَمُ (التوبہ ۶۵-۹-۶۶)

”کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کو حقیر سمجھے ہوئے اس کی توہین کرنا ہو جسے اللہ تعالیٰ نے عظیم قرار دیا ہو مثلاً یہ کہ کوئی قرآن مجید کی توہین کرے، اس پر بول و براز کر دے یا اس پر بیٹھ جائے یا اسی طرح توہین کا کوئی اور پہلو مانے یا کرے تو اجماع ہے کہ وہ بھی کافر ہے، کیونکہ اس طرح یہ شخص درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تنقیص و تحقیر کرتا ہے، کیونکہ قرآن مجید تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام پاک ہے لہذا جس نے اس کی توہین کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کی ان تمام مسائل کو علماء نے اپنی کتب کے ”باب حکم المرتد“ میں بیان کیا ہے، چنانچہ مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب کی کتب فقہ میں ایک ایسا باب ہے جسے ”باب حکم المرتد“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اس باب میں کفر و ضلالت کی تمام اقسام کو بیان کیا گیا ہے، یہ باب لائق مطالعہ ہے، خصوصاً آج کے اس دور میں جب کہ ارتداد کی بہت سی قسمیں پیدا ہو چکی ہیں اور بہت سے لوگوں کے سامنے صورت حال واضح نہیں ہے لہذا جو شخص کتب فقہ کے اس باب کا غور سے مطالعہ کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ نواقض اسلام، اسباب ارتداد اور کفر و ضلالت کی انواع و اقسام کون کون سی ہیں۔

دوسری قسم شرک اصغر ہے۔ اس سے مراد وہ کام ہے جسے نصوص میں شرک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے لیکن شرک کی یہ قسم شرک اکبر سے کم تر درجہ کی ہے۔ مثلاً ریاکاری وغیرہ جیسے کوئی شخص ریاکاری کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کرے یا ریاکاری کے لئے نماز پڑھے یا ریاکاری کے لئے دعوت الی اللہ کا کام کرے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے اور جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ”اس سے مراد ریا ہے۔“ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ریاکاری (دکھاوا) کرنے والوں سے فرمائے گا ”جاؤ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم دنیا میں عمل کرتے تھے، کیا ان کے پاس تمہارے لئے کوئی جزا ہے؟“



اس حدیث کو امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ محمود بن لبید اشہلی انصاریؓ سے روایت کیا ہے، طبرانی، بیہقی اور سجد ثین کی ایک جماعت نے بھی اسے محمود مذکور سے روایت کیا ہے۔ یہ محمود صغیر صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے لیکن اہل علم کے نزدیک صحابہ کرام کی مرسل روایات صحیح اور حجت ہیں اور بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ صحابہ کی مرسل صحیح اور حجت ہیں۔

اسی طرح کسی آدمی کا یہ کہنا کہ ”جو اللہ اور فلاں چاہے، اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا“ یا یہ حملہ کہ ”یہ اللہ اور فلاں کی طرف سے ہے۔“ تو اس طرح کہنا بھی شرک اصغر ہے جیسا کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جسے امام ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”یہ نہ کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یہ کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر فلاں چاہے۔“

اسی طرح امام نسائی نے ”تھیلہ“ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے حضرات صحابہ کرامؓ سے کہا ہے کہ تم بھی شرک کرتے ہو کیونکہ تم یہ کہتے ہو کہ ”جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہے۔“ اور تم کہتے ہو کہ ”کعبہ کی قسم!“ تو نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ جب قسم کھانا چاہے تو یہ کہیں ”رب کعبہ کی قسم“ اور یہ کہیں کہ ”جو اللہ چاہے اور پھر جو محمد ﷺ چاہے۔“

سنن نسائی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہ دیا ”یا رسول اللہ ﷺ جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں“ تو آپ نے فرمایا ”کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟“ یہ کہو کہ ”جو صرف اللہ وحدہ چاہے۔“

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر میں منقول ہے :

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ اٰنْدَادًا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲/۲۲)

”پس کسی کو اللہ کا ہمسرہ نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو“

اس امت میں شرک اس قدر مخفی ہو گا جیسے اندھیری رات میں، کالے پتھر پر چھوٹی ٹی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے مثلاً آپ کا یہ کہنا کہ ”اے فلاں شخص! واللہ! میری اور آپ کی زندگی کی قسم!“ یا یہ کہنا کہ ”اگر یہ کتیا نہ بھونکتی تو ہمارے گھر چور آجاتے۔“ یا ”اگر گھر میں بلخ نہ ہوتی تو چور آجاتے۔“ اسی طرح آدمی کا یہ کہنا کہ ”جو اللہ اور آپ چاہیں، اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا“ تو ان جملوں میں فلاں کا استعمال نہ کرو کہ یہ سب شرک بن جائے گا۔ اس حدیث کو امام ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ اور اس طرح کے دیگر امور شرک اصغر کے قبیل سے ہیں، اسی طرح غیر اللہ کی قسم کھانا مثلاً کعبہ، انبیاء، امانت، کسی کی زندگی یا کسی کی عزت وغیرہ کی قسم کھانا شرک اصغر ہے کیونکہ ”مسند“ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ شرک کرتا ہے۔“

امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔“ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ راوی کو شک ہے کہ آپ نے کفر کا لفظ استعمال فرمایا یا شرک کا؟ اور یہ بھی احتمال ہے کہ او بمعنی واؤ ہو اور معنی یہ ہو کہ اس نے کفر اور شرک کیا۔

اسی طرح شیخین نے حضرت عمرؓ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے قسم کھانی ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔“ اس مضموم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔

اگرچہ یہ شرک اصغر کی قسمیں ہیں لیکن دل کی کیفیت کے باعث یہ شرک اصغر، شرک اکبر بھی ہو سکتا ہے مثلاً اگر نبی یا بدوی یا کسی بزرگ کی قسم کھانے والے کے دل میں یہ ہو کہ وہ اللہ کے مثل ہے یا اللہ کے ساتھ اسے بھی پکارا جا سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا بھی اس کائنات میں تصرف ہے تو اس عقیدے کی وجہ سے یہ شرک اصغر، شرک اکبر بن



جانے گا اور اگر غیر اللہ کی قسم کھانے والے کا یہ مقصد نہ ہو اور محض عادت کے طور پر وہ اس طرح کی قسم کھائے تو یہ شرک اصغر ہوگا۔

شرک کی ایک اور قسم بھی ہے جسے شرک خفی کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے، شرک کی تیسری قسم ہونے کے سلسلہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسجہ الدجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟“ صحابہ کرام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے!“ آپ نے فرمایا ”وہ شرک خفی ہے، آدمی جب نماز پڑھتے ہوئے یہ دیکھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھ رہا ہے تو وہ نماز کو سنوار کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔“ (احمد)

صحیح بات یہ ہے کہ یہ شرک کی کوئی تیسری قسم نہیں ہے یہ شرک اصغر ہی ہے اور یہ کبھی خفی بھی ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق دل سے ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ اس کی مزید مثالیں، ریاکاری کے لئے قرآن مجید پڑھنا، ریاکاری کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، ریاکاری کے لئے جہاد کرنا وغیرہ۔

بعض لوگوں کی نسبت حکم شرعی کے اعتبار سے یہ کبھی خفی بھی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی، مثالیں ہیں اور کبھی یہ شرک اکبر ہونے کے باوجود خفی ہوتا ہے جیسے کہ منافقین کا اعتقاد کہ وہ ظاہری اعمال ریاکاری کے لئے کرتے ہیں، جب کہ ان کا کفر خفی ہوتا ہے، جسے وہ ظاہر نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ سُخَّرُوا لِلَّهِ وَهُوَ خَدِيمُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَمَا تَأْتِي أُنُوفُهُمْ وَالنَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ ۱۴۲ (النساء ۱۴۲/۴-۱۴۳)

”منافق (ان چالوں سے اپنے خیال میں) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھاوے کے لیے اور اللہ کی یاد تو برائے نام ہی کرتے ہیں (ان کی) حالت یہ ہے کہ (کفر و ایمان میں) متروک ہیں۔ نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف۔“

منافقین کے کفر اور ان کی ریاکاری کا ذکر بہت سی آیات میں ہے۔ نسال اللہ العافیۃ

ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ شرک خفی بھی شرک کی مذکورہ دو قسموں شرک اکبر اور شرک اصغر سے خارج نہیں ہے اور اسے خفی اس لئے کہا گیا کہ کبھی خفی ہوتا ہے اور کبھی جلی۔ جلی کی مثال مردوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، اور ان کے نام کی نذر ماننا وغیرہ اور خفی کی مثال وہ شرک ہے جو منافقوں کے دل میں ہوتا ہے حالانکہ وہ بظاہر لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے اور روزے بھی رکھتے ہیں لیکن باطنی طور پر یہ کافر ہوتے ہیں کیونکہ یہ بتوں کی عبادت کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس طرح گویا یہ مشرکوں کے دین پر ہوتے ہیں تو یہ شرک خفی، اکبر ہے کیونکہ اس کا تعلق دلوں سے ہے۔ اس طرح شرک خفی، اصغر سے مثلاً وہ شخص جو اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتا یا نماز پڑھتا یا صدقہ کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں یا اس طرح کے کوئی اور کام کرتا ہے تو یہ شرک خفی لیکن اصغر ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں (۱) اکبر اور (۲) اصغر اور ان میں سے ہر ایک خفی بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً منافقوں کا شرک جو کہ اکبر ہے اور یہ کبھی خفی اور اصغر بھی ہو سکتا ہے مثلاً نماز، یا صدقہ یا دعا یا دعوت الی اللہ یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کاموں کو ریاکاری کے لئے کرنا۔ ہر مومن کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ شرک سے اجتناب کرے اور شرک کی ان تمام صورتوں سے دور رہے، خصوصاً شرک اکبر سے، کیونکہ یہ وہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور یہ وہ سب سے بڑا جرم ہے جس میں لوگ مبتلا ہو گئے ہیں اور یہ وہ جرم ہے جس کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام ۸۸)

”اور اگر وہ لوگ (انبیاء علیہم السلام) شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے۔“

نیز اسی کے بارے میں فرمایا :

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوَّاهُ النَّارَ (المائدہ ۴۲/۵)

”یقیناً مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر بہشت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔“

اس کے متعلق ایک اور ارشاد ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۴۱/۱۱۶)

”اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے، اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش گا۔“

جو شخص حالت شرک پر مر گیا وہ یقینی طور پر جہنمی ہے۔ جنت اس کے لئے حرام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہی میں رہے گا۔ - نعوذ باللہ من ذلک!

شرک اصغر کا شمار بھی اکبر الکبار میں ہوتا ہے، اس کا مرتکب بھی عظیم خطرے سے دوچار ہوتا ہے لیکن نیکیوں کے غالب آجانے سے یہ معاف بھی ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی سزا بھی ملتی ہے لیکن اس کا مرتکب کفار کی طرح ابدی جہنمی نہ ہوگا کیونکہ یہ ایسا گناہ نہیں ہے جو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہتا ہے اور اس سے تمام اعمال رائیگاں ہو جاتے ہوں، ہاں البتہ جس عمل میں اس کی آمیزش ہوگی وہ یقیناً رائیگاں ہو جائے گا۔ شرک اصغر کی جس عمل میں آمیزش ہو وہ رائیگاں ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ریا کاری کے لئے نماز پڑھے تو نہ صرف یہ کہ اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ اسے گناہ بھی ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ریا کاری کے لئے قرآن مجید پڑھے تو اسے بھی کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ گناہ بھی ہوگا لیکن شرک اکبر اور کفر اکبر ایسے سنگین جرائم ہیں کہ ان سے زندگی کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأَوْشَرَكَوَالْحَبِطُ عُقْمٌ تَأْكُلُوا يَعْمَلُونَ (الانعام ۶/۸۸)

”اور اگر وہ (سابقہ انبیاء علیہم السلام) بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے۔“

لہذا سب مردوں اور عورتوں، عالم اور متعلم اور ہر ایک مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ اس امر کو سیکھے اور اس میں بصیرت حاصل کرے تاکہ وہ توحید کی حقیقت اور اقسام کو جان لے اور شرک کی ان دونوں قسموں، اکبر و اصغر کو پہچان لے تاکہ اگر اس سے شرک اکبر یا اصغر کا ارتکاب ہوا ہو تو وہ فوراً سچی توبہ کرے، توحید کو لازم پکڑے، اس پر استقامت کا مظاہرہ کرے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی اور اس کے حق کی ادائیگی میں زندگی بسر کرے۔ توحید کے کسی حقوق ہیں اور وہ ہیں فرائض کو ادا کرنا اور نواہی کو ترک کرنا یعنی توحید کے ساتھ ساتھ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ فرائض اولیٰ جہاں اور نواہی کو ترک کیا جائے اور شرک کی تمام صورتوں سے خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔ شرک اکبر، توحید اور اسلام کے کلی طور پر منافی ہے جبکہ شرک اصغر، کمال واجب کے منافی ہے لہذا دونوں صورتوں یعنی شرک اصغر و اکبر کا ترک کرنا از بس ضروری ہے۔ ہمیں چاہئے کہ دل و دماغ کی اتھاہ گہرائیوں سے اسے سیکھیں اور اس میں فقہت حاصل کریں اور پوری عنایت اور وضاحت کے ساتھ اسے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ مسلمانوں کو ان عظیم الشان امور کے بارے میں شرح صدر حاصل ہو۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ قدس میں دست سوال دراز ہے کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین میں فقہت و ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اپنے دین کو فتح و نصرت اور اپنے کلمہ کو سر بلندی عطا فرمائے اور ہمیں اور آپ سب لوگوں کو اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں بنادے! انہ سمیع قریب۔ وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله واصحابه واتباعه باحسان الى يوم الدين

